70۔ احکام القر أن للشافعی ، ج ۱، ص ۱۲۹
71۔ ایضا
72۔ الکیا الہراسی ،عماد الدین محمد الطبری ،احکام القرآن، ج 3، ص ۱۱۳
73۔ الجامع لاحکام القرآن، ج 8 ، ص 203-204
74۔ احکام القرآن للجصاص ، ج 4، ص 140
75۔ ایضاً ،ص141
76۔ الجامع لاحکام القرآن ، 8 ، ص 206
77۔ احکام القرآن للجصاص ، ج4، ص 142
78۔ التفسیرات الاحمدیہ فی بیان الایات الشرعیہ، ص 524
79۔ آل عمران 164:3
80 ۔ لسان العرب، ،ج 4 ، ص 528
81 ۔ تاج العروس، ج12، ص 479
82 ۔ جرجانی ،علامہ علی بن محمد سید شریفؒ ،معجم التعریفات، دارالفضیلۃ قاہرہ جدیدہ ، ص 122
83 ۔ سورۃ المجادلہ 4،3:58
84 ۔ احکام القرآن للشافعی ،ج۱، ص 236
85 ۔ احکام القرآن للشافعی ،ج۱ ، ص 236
86 ۔ الجامع لاحکام القرآن ، ج 20، ص 298
87 ۔ فتح الرحمن فی تفسیرالقرآن ، ج 6،ص 554
88۔ احکام القرآن للجصاص ، ج ۵ ، ص ۳۱۲
89 ۔ التفسیرت الاحمدیہ فی بیان الایات الشرعیۃ ، ص 918
90۔ المجادلہ 58: 4
91۔ البیہقی، ابوبکر احمد بن حسین، السنن الکبری، ج ۷ ، ص۶۳۲
92 ۔ الجامع لاحکام القرآن ، ج30 ، ص 402
93۔ احکام القران للشافعی، ج ۱ ، ص ۲۳۶
94 ۔ فتح الرحمان فی تفسیر القرآن ، ج6، ص554
95 ۔ المجادلہ 4:58
96 ۔ مغنی المحتاج، ج3، ص366
97 ۔ الماوردی ،امام ابوا لحسین علی بن محمد حبیب ،الحاوی الکبیر ، دارلفکر بیروت 1414ھ ،ج13، ص446
98 ۔ الجامع لاحکام القرآن ، ج20،ص 301
99 ۔ فتح الرحمان فی تفسیر القرآن ، ج6، ص555
100 ۔ احکام القرآن للجصاص ، ج5، ص313
101 ۔ ا بن قدامہ ،محمد بن احمد ،المغنی مع الشرح الکبیر ، دارالفکر بیروت، ج8، ص607
102 ۔ التفسیر ات الاحمدیہ فی بیان الایات الشر عیہ ، ص920
103۔ المر غینا نی ،ابو الحسن علی بن ابو بکر ،الہدایہ، ، ج 2، ص 110

OPEN ACCESS
MA'ARIF-E-ISLAMI (AIOU)
ISSN (Print): 1992-8556
mei.aiou.edu.pk
iri.aiou.edu.pk

حقِ مریض اور اس کے اسرار و رموز کی حفاظت: اسلامی احکامات و تعلیمات

(Right of Patient and Protection of His Privacy: Islamic Rulings & Teachings)

*** حافظ شوکت علی**
لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ ایچی سن کالج، لاہور
****ڈاکٹر محی الدین ہاشمی**
پروفیسر/چیئرمین، شعبہ فکر اسلامی، تاریخ و ثقافت، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

ABSTRACT

It is the innate desire of every healthy person to lead an honorable, healthy and safe life, and no one should hurt or provoke others to act against their wishes. Islam satisfies our desires and guarantees the sanctity of life, freedom of thought and action and the peaceful satisfaction of human needs. But we may need the help of our colleagues. As in medical and reconstructive surgery, a Surgeon may have to touch or dissect an innocent body to protect it from certain diseases and conditions. We are also advised to take care of our companions after death and not to speak ill of them or reveal their secrets in their lives or after death. Therefore, it is advisable not to slander, spy on others or pursue the secrets of those around us. In cosmetic applications, plastic surgery and medical practices one can find some other top secrets, but such secrets should not be shared or revealed for any purpose. Persons convicted of a crime may be punished according to the nature of the damage. In some cases, doctors and their supporters are excluded. Since the secret in question may be linked to the national interest, such secrets may be disclosed to the competent authorities only in the public interest.

انسان کو اللہ تعالیٰ نے آزادی بدن اور حریت فکر دی ہے، اور اسے اپنی زندگی آزادی کے ساتھ گزارنے کا حق دیا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے:

﴿وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ﴾[1]

(اور آپ کہہ دیجیے کہ تم عمل کرو، عنقریب اللہ اس کا رسول اور مومن تمھیں دیکھ لیں گے)

لیکن آزادی فکر و عمل میں رہنمائی دی گئی ہے کہ وہ بذات اپنے ارادہ نیت سے صالح بنیں اور نیک عمل کریں:

﴿وَاعْمَلُوْا صَالِحًا﴾[2] (اور نیک اعمال کرو)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا﴾[3]

(اے ایمان والو! بہت سی بدگمانیوں سے بچو، بلاشبہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں، اور تم جاسوسی نہ کرو)

اسی طرح حدیث میں آیا ہے:

"اِیَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِیْثِ، وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا"[4]

(شک و شبہ کرنے سے بچو، کیونکہ شک کرنا بڑا جھوٹ ہے۔ ٹوہ میں رہنے اور ایک دوسرے کے بھاؤ پر بڑھا کر بھاؤ لگانے سے بچو، اور ایک دوسرے سے حسد نہ رکھو)

اسی طرح کسی دوسرے شخص کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر داخل ہونے سے بھی روکا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا﴾[5]

(اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ، جب تک کہ اجازت نہ لے لو، اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو)

ایک دوسرے کے رازوں کی حفاظت کرنا اور خفیہ امور کے پیچھے نہ لگنا ہر مسلمان کی ذمے داری ہے۔ ہر چھوٹے کو اس فرض کا خیال کرنا ضروری ہے۔

حضرت عمرؓ کے بارے میں آیا ہے کہ ایک دفعہ رات کی تاریکی میں انہیں مدینہ منورہ کے ایک مقام کچھ لوگوں کے بارے میں شک گزرا وہ چھپ کر شراب نوشی کر رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے دیوار سے جھانکا اور انہیں دھر لیا۔ انہوں نے آپؓ پر اعتراض کیا کہ "پہلے آپؓ نے تین جرم کیے ہیں۔" پہلا یہ ہے:

"تَجَسَّسْتَ عَلَیْنَا"

آپؓ نے ہماری ٹوہ لگائی ہے اور جاسوسی کی ہے۔ دروازے کے ذریعے آنے کی بجائے دیوار پھلانگی ہے، اسی طرح سلام کہے بغیر پل پڑے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: اپنی عمر دیکھیں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی دیکھیں! انہوں نے کہا: اگر ہم نے ایک نافرمانی کی ہے: تو آپؓ نے تین نوعیت کی نافرمانی کی، آپؓ نے جاسوسی کی، دروازے کی بجائے دیوار سے جھانکا اور سلام کہے بغیر پل پڑے۔[6]

اسرار اور خفیہ امور، معنی و مفہوم

سر اور راز کیا ہے؟ عربی مصادر میں راز اور مخفی امور کے لیے مادہ "س ر ر" سے ''سِرّ'' اور "خ ف ی" سے ''خفی'' استعمال کیے گئے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے:

﴿فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى﴾[7]

(یقیناً وہ پوشیدہ اور پوشیدہ تر بات کو جانتا ہے)

''السّرّ'' کی جمع ''السَّرائرِ'' ایسی چیز جسے آپ پوشیدہ اور مخفی رکھیں۔ 'اظہار' اور 'اعلان' کرنا اس کی ضد استعمال کیے گئے ہیں۔[8]

اس طرح ''السِّرّ'' ہر اس چیز اور معاملے پر بولا جاتا ہے، جسے انسان دوسروں سے مخفی رکھنا چاہے۔[9]

قرآن کریم میں ''السِرّ'' کی ضد "اعلان" آئی ہے۔

﴿الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً﴾[10]

(وہ لوگ جو اپنے مال رات اور دن، چھپے اور کھلے خرچ کرتے ہیں)

اور ''جھر''

﴿وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ﴾[11]

(اور تم اپنی بات کو چھپاؤ، یا اسے بلند آواز سے کرو (برابر ہے)۔ آئی ہیں۔

''السّرّ'' کا اصطلاحی مفہوم

اس لفظ کے اصطلاحی مفہوم کو مجمع الفقہ الاسلامی نے اس طرح دیا ہے: "اس سے مراد وہ سب امور ہیں جسے کوئی شخص دوسرے فرد کو پہلے یا بعد میں اعتماد میں لے کر پوشیدہ طور پر پہنچائے۔ اس میں عرف عام کے مطابق ایسے قرائن اور شواہد کا ہونا ضروری ہے۔ جو کسی امر کو پوشیدہ اور خفیہ رکھنے پر دلیل ہوں، جس طرح کہ کچھ اس طرح کے انسانی خصوصیات اور عیوب و نقائص کا ہونا جنہیں کوئی فرد لوگوں سے چھپانا چاہتا ہو۔"[12]

السر کی جدید تعریف

دور حاضر کے بعض علماء نے ''السِرّ'' کی تعریف یہ کی ہے:

"اس سے مراد ہر ایسی بات کو خفیہ رکھنا ضروری ہے جسے اگر پوشیدہ نہ رکھا جائے تو نقصان اور ضرر ہونے کا قوی احتمال ہو۔"[13]

اختلاف الفاظ کے ساتھ اس طرح کی دیگر الفاظ میں تعریفات کی گئی ہیں، ''سِرّ'' اور "خفیہ امور" کے معنی

و مفہوم کی تحدید کرنے میں مختلف معیار مد نظر رکھے گئے ہیں۔ مثلاً

۱۔ ضرر اور نقصان

بعض علماء نے راز اور خفیہ امور کو پوشیدہ رکھنے کا معیار ضرر اور نقصان قرار دیا ہے، جیسا کہ بعض نے ایسا راز افشاء کرنے کو ممنوع قرار دیا ہے، جن کے افشاء کرنے سے نقصان اور ضرر ہو:

"کل ما یضر افشاؤہ بسمعة مودعه أو کرامته"[14]

(ہر ایسا امر جس کا افشاء کرنا شہرت یا عزت و توقیر کو نقصان دے)

قانون کے بعض ماہرین نے بھی قانونی لحاظ سے اسرار اور رموز کے افشاء کرنے کی ممانعت کا معیار ضرر ہی قرار دیا ہے۔[15]

۲۔ ارادہ

بعض نے اسرار و رموز کا معیار صاحب السر کا نظریہ اور ارادہ قرار دیا ہے، لیکن اس نظریہ کو قبول نہیں کیا گیا۔[16]

۳۔ نوعیت اسرار و رموز

بعض کے نزدیک ایک اسرار اور رموز بذات خود ہی دلیل ہیں کہ انھیں افشاء نہ کیا جائے۔

۴۔ شرعی مصالح

بعض نے شرعی مصالح کو اسرار و رموز کا معیار قرار دیا ہے۔ اگر کوئی شرعی مصلحت ملحوظ نہ ہو تو ایسے راز کو چھپانا ضروری نہیں، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

" إِنَّ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الرَّجُلَ يُفْضِي إِلَى امْرَأَتِهِ، وَتُفْضِي إِلَيْهِ، ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا"[17]

(لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں بدترین شخص قیامت کے دن وہ ہو گا جو اپنی زوجہ کے پاس جائے اور وہ اس کے پاس جائے، پھر وہ اس کا راز عام کرنے لگے)

جیسا کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے کسی کام کے لیے بھیجا۔ میں اپنی والدہ کے پاس رکا تو انہوں نے آنے کی وجہ پوچھی، میں نے عرض کیا: ((إِنَّهَا سِرٌّ)) "وہ تو ایک راز ہے۔" تو وہ کہنے لگیں:

"لَا تُحَدِّثَنَّ بِسِرِّ رَسُوْلِ اللهِ أَحَدًا"[18]

(رسول اکرم ﷺ کا راز افشاء نہ کرنا)

ترجیح:......ان نظریات میں شرعی مصلحت زیادہ معتبر اور جامع ہے۔ قانونی لحاظ سے بھی یہی معیار مسلم ہے۔ کاسمیٹک سرجری میں معالج، فیشن اور بیوٹی کے سنٹر کے متعلق راز اور افشاء سِرّ کو دیکھا جائے تو شرعی مصلحت اور معیار کا

اطلاق موزوں تر نظر آتا ہے۔ کاسمیٹک سرجری کے اداروں، فیشن اور بیوٹی سے متعلق افراد سے عورتوں کے متعلق راز افشاء ہوتے ہیں، جبکہ شرعی اعتبار سے یہ اسرار افشاء قطعاً حرام ہے۔ جیسا کہ آیا ہے:

”اَلمَجَالِسُ بِالْاَمَانَة“[19]

(مجلس وملاقات امانت ہیں)

انواعِ اسرار ورموز

مصدر کے اعتبار سے اسرار کی تین اقسام ہیں:

ا۔ ازدواجی اسرار: خاوند کی اور بیوی کی آپس میں لباس کی سی ہے۔

﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾[20] (وہ آپ کا لباس اور آپ ان کا لباس ہیں)

ازدواجی زندگی کے راز افشاء کرنا حرام ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: ”اِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ“[21]

حدیث سے استدلال کرتے ہوئے امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ ”ازدواجی زندگی کے متعلق مرد وزن کا راز افشاء کرنا حرام ہے۔“

۲۔ پیشہ ورانہ اسرار ورموز

پیشہ ورانہ اور فنی مہارت کے لیے مصادر میں عمل، المِهْنَة جمع، مِهَن تحریک، خدمة وغیرہ کے الفاظ آئے ہیں۔[22]

اسلام میں حلال اور جائز ذرائع والے تمام پیشے جائز رکھے گئے ہیں۔ ہر پیشہ کے مخصوص اسرار اور رموز کے مطابق ان کی حفاظت کرنا۔ یہ پیشہ اختیار کرنے والوں کی ذمے داری اور فرض ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”اَلْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَةِ إِلَّا ثَلَاثَةَ مَجَالِسَ: سَفْكُ دَمٍ حَرَامٍ، أَوْ فَرْجٌ حَرَامٌ، أَوْ اقْتِطَاعُ مَالٍ بِغَيْرِ حَقٍّ“[23]

(مجلس کی باتیں امانت ہیں، سوائے تین قسم کی مجلس کی باتوں کے، ناحق قتل کرنے، بدکاری کرنے یا غاصبانہ طور پر کسی شخص کی جگہ پر قبضہ کرنے کے بارے میں مجلس کی باتوں کا راز رکھنا امانت نہیں)

اسی طرح حضرت انسؓ کے اس واقع سے بھی استدلال کیا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کسی کام سے بھیجا، ان کی والدہ نے کام پوچھا تو حضرت انسؓ نے وضاحت کی کہ یہ ایک راز کی بات ہے تو آپ کی والدہ نے فرمایا:

”لَا تُحَدِّثَنَّ بِسِرِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا“[24]

(اللہ کے رسول ﷺ کا راز افشاء نہ کرنا)

کسی شخص کے اسرار اور رموز کا افشاء کرنا مذموم عمل ہے۔ ایک نوع کی خیانت ہے، اور دوسری چغل خوری بھی ہے جیسا کہ امام ماوردیؒ فرماتے ہیں: "کسی شخص کے اسرار کا افشاء کرنا اپنے اسرار ور موز افشاء کرنے سے بھی قبیح ہے۔"[25]

"بلکہ کسی شخص کے اسرار افشاء کرنا اس کا خون کر دینے کے مترادف ہے۔"[26]

البتہ بعض علماء نے پیشہ ورانہ اسرار ور موز کو ضرر اور نقصان کے ساتھ محدود کیا ہے۔ ان کے مطابق:

"اَنَّ السِّرَّ هُوَ مَا يَضُرُّ اِفْشَاءه بِسُمْعَةِ مُوَدِّعِه وَكَرَامَتِه"[27]

(راز وہ ہے جس سے متعلق کسی شخص کی عزت اور شہرت کو نقصان پہنچے)

۳۔ طبّی اسرار

جراحت ابدان اور علاج معالجہ میں معالج اور اس کے معاونین کو مریض کے بعض ایسے اسرار اور رموز سے واقف ہو سکتے ہیں جو کہ دیگر تمام لوگوں سے مخفی اور پوشیدہ ہوں۔ جیسے "طبّی تشخیص میں وہ مرض کے خفیہ اور پردہ والے اعضاء دیکھ سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں طبیب اور اس کے معاونین کا فرض یہ ہے کہ وہ شرعی آداب اور تعلیمات کا لحاظ کریں" [28]

طبّی اسرار میں صرف مریض یا علاج مرض ہی شامل نہیں بلکہ اس میں طبّی تشخیص، ایکسرے، نسخہ کا اجراء اور دیگر تمام تصاویر شامل ہیں جن تک معالج اور اس کے معاونین کی رسائی ہوتی ہے۔[29]

البتہ ایسی معلومات جو براہ راست طبّی تحقیق اور علاج معالجہ سے متعلق نہ ہوں ان کے افشاء کرنے یا نہ کرنے سے کوئی مضائقہ نہیں۔[30]

طبّی اسرار ور موز تاریخ میں

مریض کے طبّی اسرار ور موز رکھنے کا اولیں حوالہ معروف معالج اور طبیب بقراط یونانی کا آتا ہے۔ بقراط (۴۶۰۔ ۳۷۷ ق م) نے اپنے دور میں مریض کے طبّی اسرار کی حفاظت کا اہتمام کیا۔[31]

مریض کے طبّی اسرار ور موز کی حفاظت کرنے کے بارے میں ابن ابی صبیعہ نے نقل کیا ہے: "بقراط نے اوقات علاج میں مریض کے متعلق معلوم ہونے والے امور کی بابت خاموش رہنے کا حکم دیا ہے۔"[32]

اس احتیاط کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ڈاکٹر اور اس کے معاونین مریض کی ایسی باتیں بھی جان جاتے ہیں جن کی بابت اولاد، آباء اور بھائی بہنوں کو بھی علم نہیں ہوتا۔ اس لیے اطباء سے لوگوں کے اسرار ور موز کی حفاظت کرنے کا عہد لیا جاتا ہے۔[33]

مریض کے اسرار و رموز کی حفاظت کرنے کا عہد جنیوا کے اعلامیے ۱۹۴۷ء میں درج کیا گیا ہے: "معالج کے لیے ضروری ہے کہ وہ یہ اقرار کرے کہ "میں مریض کی زندگی اور بعد از وفات اس کے اسرار و رموز کی حفاظت کروں گا۔"

"I will respect the secrets which are confided in me, even after the patient had died''.[34]

طب اور جراحت میں رہنما اصول

قواعد طب اور اخلاقی ذمے داریوں کے بارے میں ابو بکر الرازیؒ نے اپنی کتاب اخلاق الطبیب میں ایک معالج اور طبیب کے بارے میں یہ اخلاق عالیہ بتائے:

"یَا بُنَیَّ اَنَّہٗ یَنْبَغِی لِلطَّبِیْبِ اَنْ یَّکُوْنَ رَفِیْقًا بِالنَّاسِ حَافِظًا لِغَیْبِہِمْ، کَتُوْمًا لِاَسْرَارِہِمْ، لَا سِیَمَا مِنَ الْمَرَضِ مَا یَکْتُمُہٗ مِنْ اَخَصِّ النَّاسِ بِہٖ، مَثَل: اَبِیْہِ وَاُمِّہٖ وَوَلَدِہٖ وَاِنَّمَا یَکْتُمُوْنَہٗ خَوَاصَّہُمْ وَیَفْشُوْنَہٗ اِلَی الطَّبِیْبِ ضرورۃً" [35]

(میرے بیٹے! ایک طبیب کو چاہیے کہ وہ لوگوں کا ہمدرد اور رفیق بنے، ان کے غائبانہ امور کی حفاظت کرے، اسرار و رموز کو چھپانے والا ہو، خصوصاً اپنے (مخدوم) مریضوں کے اسرار پردہ رکھے، بعض افراد کو ایسا مرض ہو سکتا ہے جسے وہ اپنے خواص اور قریبی افراد سے خفیہ رکھتے ہوں، جیسے والد، ماں، بھائی وغیرہ، طبیب کو وہ ضرورت (علاج) کے پیش نظر بتاتے ہوں)

اسی طرح حکیم جالینوس یونانی نے اپنے شاگردوں کو یہ نصیحت کی کہ

"وہ لوگوں کی باتیں ایک دوسرے کے سامنے نہ کرتے پھریں۔"[36]

بقراط اطباء سے حلف لیتا کہ "وہ محرم افراد سے غضِ بصر کریں، اسرار اور رموز افشاء نہ کریں۔"[37]

طبّی اسرار اور رموز کیا ہیں: طبّی اسرار و رموز کے مفہوم کے تعین میں اختلاف واقع ہوا ہے۔ جیسے

"کل ما یمس طمأنینة المریض وشرفه وعائلته"[38]

(ہر ایسا راز ہے جس میں مریض کا اطمینان و سکون مضمر ہو یا مریض کی یا اس کے اہل و عیال کی عزت و تکریم اس راز سے وابستہ ہو)

اور بعض نے کہا ہے "ہر وہ چیز جس سے کوئی معالج دوران طبّی عمل یا اس کے ذریعے سے جان پائے اور اس کے افشاء کرنے میں مریض یا اس کے اہل و عیال کے مقام و مرتبہ کے خلاف ہو۔"[39]

جب کہ بعض کی رائے یہ ہے:

"مَا یُعَهِّدُ بِهِ الْمَرِیْضُ اِلَی الطَّبِیْبِ عَلٰی اَنَّہٗ سِرٌّ وَلَوْ کَانَ مَعِیْبًا اَوْ مزِیًّا بِالشَّرَفِ"[40]

(ایسی بات راز ہو گی جس کا کوئی مریض معالج کو عہد دے کہ یہ راز ہے، چاہے ایسی بات اچھی ہو یا بری، اس طرح مختلف الفاظ میں دیگر تعریفات بھی کی گئی ہیں۔ ان تعریفات کو دیکھا جائے تو "ہر ایسی بات جس سے کسی معالج کو طبّی عمل کے ذریعے سے علم ہو اور اس کے چھپانے میں مریض یا اس کے خاندان کی مصلحت مضمر ہو)[41]

اسرار ورموز کی بابت ابن ابی صبیعہ کی یہ رائے جامع ہے:

"هُوَ کُلُّ مَا لَا یُنْطَقُ بِهٖ خَارِجًا"[42]

(ہر بات جس کا سرِ عام اظہار نہ کیا جا سکے وہ راز ہے)

طبّی اسرار ورموز کی شرائط

کون سے ایسے اسرار ورموز ہیں جن کا طبیب سے راز رکھنا مطلوب ہے؟ کسی مریض کے اسرار کی بابت ایک طبیب دوست، ہمسایہ اور دیگر مختلف حیثیتوں میں بعض باتوں سے واقف ہو سکتا ہے، مگر یہ وہ طبّی عمل میں شامل نہیں، لہٰذا ان کا حکم بھی مختلف ہو گا۔ کسی امر کے لیے اسرار اور رموز کے حکم میں شامل ہونے کے لیے شرائط درج ذیل ہیں:

۱۔ ڈاکٹر اور معالج کو یہ معلومات طبّی عمل کے ذریعے سے حاصل ہوں۔[43]

اس میں ایسی معلومات شامل نہ ہوں گی جن سے طبیب کسی دیگر ذریعے سے واقف ہو یا کسی اور واسطہ سے اس کے علم میں آئیں۔

۲۔ یہ اسرار ورموز پوشیدہ رکھنے میں مریض کی مصلحت اور اس کا فائدہ مضمر ہو۔[44]

۳۔ ایسا امر لوگوں میں پہلے سے عام اور معروف نہ ہو۔[45]

۴۔ طبیب کو یہ معلومات بطور دوست، ہمسایہ یا بطور مہمان کے حاصل نہ ہوں۔[46]

افشاء اسرار ورموز

اسرار ورموز میں اصل تو کتمان اور رموز کا خفیہ رکھنا ہے، کیونکہ راز جب افشاء ہوا تو وہ راز نہیں، جیسا کہ حضرت علیؓ کا قول ہے۔

"سِرُّکَ اَسِیْرُکَ، اِذَا تَکَلَّمْتَ صِرْتَ اَسِیْراً"[47]

(آپ کا راز آپ کا اسیر ہے جب تک کہ آپ اس کا اظہار نہ کریں، اگر یہ افشاء کر دیا تو آپ اس کے اسیر اور قیدی بن گئے)

اسرار ورموز کا افشاء نہ کرنا صبر کی ایک علامت ہے جب کہ ایسی قوم جس میں اسرار ورموز کو افشاء کر دے وہ کبھی

کامیاب نہیں ہوسکتی۔[48]

اسرار و رموز رکھنے میں نجات ہے جیسا کہ حضرت عقبہ بن عامرؓ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: "نجات کیا ہے۔" تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اَمسِکْ عَلَیْکَ لِسَانَکَ وَلْیَسَعْکَ بَیْتُکَ وَاَبکِ عَلٰی خَطِیْئَتِکَ"[49]

(اپنی زبان اپنے قابو میں رکھیں، آپ کا گھر آپ کے لیے کافی ہونا چاہیے، اور اپنی غلطیوں پر رویا کریں)

افشاء اسرار و رموز کی مختلف صورتیں

اسرار و رموز میں اصل تو کتمان سر ہی ہے، البتہ اس کے افشاء کی مختلف صورتیں ہیں۔

۱۔ **صورت جرم:**......افشاء اسرار بعض اوقات جرم بھی ہو سکتا ہے جیسے "طبیب کا ایسی معلومات اور اسرار کا افشاء کرنا جو اسے مریض کی طبّی تشخیص اور علاج معالجہ کے دوران حاصل ہوں۔"[50]

کاسمیٹک سرجری اور زینت و جمال کے مختلف طریقے اپنانے میں ماہرین اپنے زائرین (Customers) کے اجسام کی تفصیلات سے اچھی طرح واقفیت حاصل کر لیتے ہیں، یہ معلومات عام کرنا جرم ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ام سلمہؓ کو ایک مخنث کو گھر سے نکال دینے کا حکم دیا، کیونکہ اس مخنث نے ام سلمہؓ کے بھائی جناب عبداللہؓ کو بتایا کہ "اگر طائف فتح ہو گیا تو میں تمھیں بنت غیلان کے حسن و جمال کے بارے میں بتاؤں گا۔"[51]

زینت و جمال کے معلومات براہ راست حاصل ہوں یا کسی شخص کی زبانی یا ایکسرے (X-ray) اور تصاویر سے حاصل ہوں ان اسرار و رموز اور معلومات کا عام کرنا ممنوع ہے۔ اسی طرح عورتوں کو دیگر عورتوں کے جسمانی اوصاف اپنے خاوندوں کو بتانے سے روکا گیا۔ دور حاضر میں پردہ رکھنا زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ کیمرہ اصل سے بڑھ کر خوبصورت اور حسین و جمیل تصویر پیش کرتا ہے۔

عورتوں کا ہم جنس سے پردہ کرنا: اسلام نے اہل ایمان عورتوں کو ہم جنس مسلم اور غیر مسلم دونوں سے پردہ رکھنا چاہیے۔ اسی طرح میاں بیوی ایک دوسرے کے راز افشاء نہ کریں اور ایسا خاوند جو اپنی اہلیہ کے اسرار عام کرے اسے بدترین اس لیے قرار دیا گیا کہ وہ راز افشاء کرتا ہے۔[52]

۲۔ صورت جواز

بعض اوقات معالج یا دیگر افراد سے مصلحت عامہ کے پیش نظر افشاء اسرار کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے، تاکہ کسی مجرم کو ثبوت اور شہادت کے ساتھ سزا دی جاسکے یا کسی معصوم شخص سے حد ختم کی جاسکے۔ مصلحتِ عامہ کے پیش نظر افشاء اسرار کی یہ صورتیں ہوسکتی ہیں:

ا۔ **ولادت اور وفات:** کسی بچے کی ولادت کے سلسلے میں اگر طبیب راز افشاء کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ جیسا کہ عقیقہ کے سلسلے میں آیا ہے۔

"مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذَى"[53]

(بچے کے ساتھ اس کا عقیقہ بھی ہے، اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے تکلیف دہ چیز (بال) دور کرو)

اس سے ائمہ ثلاثہ نے اخذ کیا ہے کہ عقیقہ کرنا مندوب عمل ہے۔[54]

امام احمدؒ نے عقیقہ کرنے کو مسنون اور بعض نے واجب قرار دیا ہے۔ جب کہ دیگر علماء نے ولیمہ کی طرح اسے واجب قرار نہیں دیا۔[55]

اعلان وفات

کسی شخص کی وفات کا افشاء راز کرنا حرام نہیں، جیسا کہ نجاشی کی وفات کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے اعلان کیا۔

"نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى"[56]

(رسول اللہ ﷺ نے جناب نجاشیؓ کی وفات کا اس کی وفات کے دن اعلان کیا)

آپ ﷺ نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔ اس طرح کسی شخص کی ولادت یا وفات کے بارے میں راز افشاء کرنا گناہ نہیں۔

شہادت طبیب

بعض جرائم کے سلسلے میں طبیب سے شہادت مطلوب ہو سکتی ہے۔ اسی طرح دیگر کئی ایک معاملات میں ماہرین جلد کی شہادت معتبر ہو سکتی ہے، جیسے ثبوت اور شہادت نہ ہونے کی صورت میں پوسٹ مارٹم (Post-Mortem or autopsy) کیا جاتا ہے۔[57] اسی طرح تحقیق یا عدالتی معاملات میں کسی ماہر جلد کی شہادت بھی معتبر ہو سکتی ہے۔

اس صورت میں راز افشاء کرنا درست ہے۔

نبی کریم ﷺ کے سامنے لوگ اختلافی معاملات لے کر پیش ہوتے، اور آپ ﷺ شہادت پر فیصلہ کرتے، صحابہ کرامؓ میں سے بھی بعض فتویٰ دیتے تھے۔ اگر قاضی اور عدالت کے مطالبے پر شہادت دینا جرم نہیں۔ چاہے طبیب اور اس کے معاونین ہوں یا زینت و جمال سے متعلق دیگر افراد ہوں، وہ اگر گواہی دیں تو ان کی شہادت قبول کی جائے گی۔ ایک محتسب حلف لے کر شہادت یا دیگر طریقوں سے درست نتیجہ تک پہنچتا ہے۔[58]

متعدی امراض کی تشہیر

متعدی امراض ایڈز، طاعون یا پھلبہری وغیرہ جیسی اور وباء پھیلنے کے اندیشہ کے پیش نظر طبیب اور زینت وجمال کے ماہرین کا مرض اور مریض کے بارے میں افشاء راز کرنا جرم نہ ہوگا۔ دور حاضر میں تھلیسمیا، ایڈز، جلدی الرجی اور دیگر متعدی امراض ہیں۔ ان کے بارے میں تشہیر کرنا اور افشاء راز کرنے کا مقصد مصلحت عامہ ہے لہٰذا اس طرح کا افشاء راز جرم نہیں۔ جیسا کہ مجلس مجامع الفقہ الاسلامی کے منعقدہ اجلاس (۱۴۱۴ھ۔ ۱۹۹۳م برونائی دارالسلام) نے طے کیا کہ متعدی امراض کی صورت میں افشاء راز کرنا واجب ہے۔[59]

البتہ ایسے امراض جو متعدی نہ ہوں ان کا راز افشاء کرنا درست نہیں۔ متعدی امراض کے بارے میں علماء فرماتے ہیں، ''جذام (Leprosy) کا مریض عموماً لوگوں میں نہ آئے، اگر خاص کسی فرد کے پاس جانا ہو تو اسے پہلے مطلع کرے۔ اگر وہ اجازت دے تو درست ہے، انتظامیہ ایسے لوگوں کو ایک جگہ رکھے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ اور خلفاء نے کیا تھا۔''[60]

تاکہ معاشرہ میں دیگر افراد کو متعدی امراض سے محفوظ رہیں۔[61]

غلط گواہی اور شہادت

جھوٹی شہادت دینا اور قبول کرنا دونوں سے روکا گیا ہے بلکہ ایسے شخص سے لوگوں کو بچانا ضروری ہے۔ اسلام میں اکبر الکبائر میں سے ایک ''شهادة الزور''، بھی ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾[62]

(بتوں کی پلیدگی سے بچیں اور جھوٹے قول سے بچیں)

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟» ثَلَاثًا «الْإِشْرَاكُ بِاللهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَشَهَادَةُ الزُّورِ''[63]

(کیا میں تمھیں اکبر الکبائر (گناہوں) سے آگاہ نہ کروں؟ یہ الفاظ تین دفعہ دہرائے: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی بات کرنا)

جب کہ ایک روایت کے مطابق ''جھوٹی شہادت دینا۔''[64]

یہی وجہ ہے کہ اگر قصداً جھوٹی شہادت دینا ثابت ہو جائے تو اکثر اہل علم کے نزدیک اس شخص کو تعزیری سزا ہوگی اور اس کی تشہیر کی جائے گی۔[65]

اس بارے میں مذکور ہے کہ:

''اُذْكُرُوا الْفَاسِقَ بِمَا فِيهِ كَيْ يَحْذَرَهُ النَّاسُ''[66]

(فاسق آدمی کا اس طرح ذکر کرو کہ لوگ اس سے بچیں)

امام ابو حنیفہؒ کی رائے ہے کہ اس طرح کے شخص کی تعزیر یہ ہے کہ اسے لوگوں کے سامنے بازار میں مسجد میں بلایا جائے اور کہا جائے:

"هٰذَا شَاهِدُ الزُّوْرِ فَاحْذَرُوْهُ"[67]

(یہ شخص جھوٹی گواہی دینے والا ہے، اس سے بچ کر رہیں)

معاجنین کہتے ہیں: "ایسے شخص کو کوڑے لگانا بھی تعزیر میں شامل ہے۔"

گمراہ کن تصانیف اور بدعت کا پرچار کرنے والے

بدعت کا پرچار کرنے والوں اور گمراہ کن تصانیف کرنے والوں کے اسرار افشاء کرنا جرم نہیں۔ جیسا کہ امام غزالیؒ فرماتے ہیں: "فاسق اور بدعتی علماء کے فسق اور بدعت سے بچنے کے لیے افشاء راز کرنا ضروری ہے۔"[68]

البتہ شرط یہ ہے کہ ایسے لوگوں کی تشہیر کرنے میں حقیقت سے تجاوز نہ کیا جائے اور ان لوگوں پر الزام عائد نہ کیا جائے اور ان کی حسد کی وجہ سے تذلیل یا تحقیر نہ کی جائے۔[69]

ارکان افشاء اسرار

افشاء اسرار میں مختلف لوگ مجرم ٹھہرائے جاسکتے ہیں۔ جیسے طبّی اسرار و رموز میں طبیب کے معاون تمام ایسے افراد جو مریض کے علاج اور تشخیص میں کردار ادا کریں، اسی طرح ماہرین زینت و جمال اور ان کے معاون وفراد جو عمل زینت وجمال میں کسی طرح بھی کردار ادا کریں۔ یہ سب یا ان میں سے کوئی رکن بھی ارتکاب افشاء اسرار کر سکتا ہے، لہٰذا ان میں سے کسی شخص کو افشاء راز کے بارے میں ذمے دار ٹھہرایا جاسکتا ہے۔[70]

افشاء اسرار اور سزا

افشاء اسرار ایسا جرم ہے جس کی سزا پر ظاہراً کوئی نص وارد نہیں، قاعدہ یہ ہے:

"لا جريمة ولا عقوبة إلا بنص"[71]

(جرم اور سزا دونوں دلیل کی بنیاد کر ہوتے ہیں)

اور "تعزیزی سزا میں کسی جرم کی کوئی خاص نص ہے اور نہ اس کی کوئی صفت مقرر کی گئی ہے۔[72]

قاضی جرم اور مجرم کی نوعیت کے اعتبار سے کم یا زیادہ سزا مقرر کر سکتا ہے۔[73]

تعزیزی سزا کا مقصد جرم کی روک تھام ہے، لہٰذا اس میں قاضی اور والی گناہ اور لوگوں کی نوعیت کے اعتبار سے کم یا زیادہ سزا دے سکتے ہیں۔[74]

جیسا کہ تعزیر کی یہ تعریف کی گئی ہے:

"هو تأديب على ذنوب لم تشرع فيها الحدود"[75]

(ایسے جرائم پر تادیبی سزا جس میں کوئی حد مقرر نہ کی گئی ہو)

بعض جرائم پر سزا مقرر نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اموال، معاشرہ اور ضرر کی نوعیت مختلف ہو سکتی ہے، لیکن اس معاملہ میں قانون بنانے میں مکمل آزادی نہیں دی گئی۔ تعزیری قانون اسلام کے قانون جرم اور سزا کی حکمت کے موافق ہونا ضروری ہے۔

تعزیزی سزا کی نوعیت

تعزیری سزا میں درج ذیل نوعیت میں سے کوئی ایک ہو سکتی ہے۔

۱۔ قانون کی مخالفت کرنے پر تعزیز۔

۲۔ مصلحت عامہ کی خاطر تعزیر۔

۳۔ معصیت اور نافرمانی پر تعزیر۔[76]

ان تینوں انواع کی تعزیرات کا لحاظ رکھا گیا ہے اور مختلف سزائیں مقرر کی گئی ہیں:

مخالفت قانون پر تعزیر:

قرآن وحدیث میں بہت سے قوانین وضع کیے گئے، جیسے:

﴿وَلَا تَجَسَّسُوْا﴾[77] "اور جاسوسی نہ کرو۔"

﴿فَاعْدِلُوْا﴾[78] "ماپ اور تول انصاف کے ساتھ پورا کرو۔"

مگر ایسے قوانین کی مخالفت پر کوئی سزا نہیں دی گئی۔ لیکن مختلف وضعی قوانین میں اس بابت سزائیں تجویز کی گئی ہیں۔

۲۔ مصلحت عامہ میں تعزیری سزا

مصلحت عامہ ملحوظ رکھتے ہوئے مختلف نرم یا سخت سزائیں دی گئیں۔ امیر اور حاکم کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ تحقیق کے لیے تہمت لگے افراد کو روک لے۔[79] جیسے ایک شخص پر تہمتِ سرقہ لگی تو نبی کریم ﷺ نے اسے روک لیا لیکن جب ثابت ہو گیا کہ وہ شخص اس تہمت سے بری ہے تو آپ ﷺ نے اسے جانے دیا۔[80]

جب کہ ایک روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے بنی غفار کے دو آدمیوں کو چوری کی تہمت پر روکا۔ پھر ایک شخص کو جانے دیا اور وہ دونوں اونٹ لے آیا اور اس کے بعد آپ ﷺ نے دونوں کو آزاد کر دیا۔[81]

اسی طرح ایک دفعہ کسی شخص کو آپ ﷺ نے کسی تہمت پر روک لیا:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبَسَ رَجُلًا فِي تُهْمَةٍ"[82]

(نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو تہمت لگنے پر رک لیا)

۳۔ معصیت اور نافرمانی پر سزا

معصیت پر تعزیری سزا میں ہر قسم کی معصیت شامل ہے، چاہے وہ معصیت خالق کی ہو یا مخلوق میں سے کسی شخص کا حق مارنے کا معاملہ ہو۔[83]

بعض اقسام معصیات اور جرائم ایسے ہیں جن کی سزا مقرر ہے، جیسے قتل چوری وغیرہ لیکن بہت سی معصیت کی اقسام میں کوئی سزا مقرر نہیں، ان امور میں تعزیزی سزا دی جاسکتی ہے۔ بعض فقہاء نے حد کے ساتھ تعزیر لگانا بھی درست قرار دیا ہے۔ جیسے چور کا ہاتھ کاٹنا حد ہے اور امام احمدؒ کے نزدیک اس کے گلے میں لٹکانا تعریر ہے۔[84] البتہ بعض فقہاء کی رائے یہ ہے کہ حد کے ساتھ تعزیر جمع نہیں ہو سکتی۔[85]

کاسمیٹک سرجری اور زینت وجمال کے امور

کاسمیٹک سرجری اور زینت وجمال میں بہت سے ایسے طبّی طریقے دور حاضر میں استعمال کیے جارہے ہیں جن کی دور اولیٰ میں اس طرح کے طبّی طریقوں زینت وجمال کرنے کی مثال نہیں ملتی۔ بعض معاملات براہ راست حدود کے ذیل میں آسکتے ہیں جیسے کسی عطائی کا کاسمیٹک سرجری کرنا، جس سے مریض کی موت واقع ہو جائے تو اس صورت میں حد کا اطلاق کیا جاسکتا ہے۔ بہت سی ایسی صورتیں ہیں کہ لوگ انھیں دیکھتے ہوئے جھانسے میں آجاتے ہیں۔ جیسے خاص ماڈل اور کردار کی شکل اختیار کرنے کی سعی لاحاصل کرنا۔ ایسی صورت میں لوگوں کا وقت اور پیسہ دونوں برباد ہوتے ہیں۔ جب انھیں اپنی توقع کے مطابق نتائج نظر نہیں آتے تو انہیں مزید مایوسی ہوتی ہے۔ اسی طرح کاسمیٹک کمپنی اور زینت وجمال کی اشیاء تیار کرنے میں اصول وضوابط کی پابندی نہیں کرتے اسی طرح دیگر کئی صورتوں میں مصلحتِ عامہ کے تحت اصول وضوابط متعارف کرائے گئے ہیں تاکہ مستند طبیب ہی کاسمیٹک سرجری سرانجام دے۔ اسی طرح مصلحتِ عامہ کی خاطر سزائیں بھی تعزیراً تجویز کی جاسکتی ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

1 التوبۃ۹: ۱۰۵
2 السبا۳۴: ۱۱
3 الحجرات۴۹: ۱۲
4۔ البخاری،محمد بن اسماعيل البخاری،الجامع الصحيح،الرياض: دارالسلام للنشر والتوزيع،۱۹۹۵م ط۱۔ كتاب الادب، باب يَا اَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوا جْتَنِبُوْا كثيراً مِّنِ الظَّنِّ، ح ٦٠٦٦۔مسلم،مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري۔الرياض: دارالسلام للنشر والتوزيع،۱۹۹۵م ط۱۔كتاب البروالصلۃ والآداب، باب تحريم الظن والتجسّس، ح ٦٧٠١۔
5۔ النور۲۴: ۲۷

6۔ الخلوتی،إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي الحنفي الخلوتي۔ تفسير روح البيان ۔بيروت: دار الفكر۔ ۔ ج ٦ ص ٩٩۔ الواقدی، ابو عبداللہ محمد بن عمر بن واقد۔ فتوح الشام، بیروت: دار الکتب العلمیة، ۱۴۱۷ھ ۔ ۱۹۹۷ء۔ ج ۲ ص ۱۰۱۔

7۔ طٰہٰ۲۰: ۷

8۔ ابن منظور،محمد بن مكرم بن منظور الأفريقي المصري۔ لسان العرب۔يروت: دار صادر،ط۱۔ ج ۴ ص ۳۵٦۔

9۔ مصطفىٰ ابراہیم، الزیات احمد، حامد عبدالقادرإبراهيم مصطفى ۔ أحمد الزيات ۔ حامد عبد القادر ۔ محمد النجار۔: دار الدعوة، المعجم الوسيط۔ ج ۱ ص ۴۲٦۔

10۔ البقرۃ۲: ۲۷۴

11۔ الملک٦۷: ۱۳

12۔ مجمع الفقہ،قرارات وتوصيات مجمع الفقہ الاسلامی، منظمۃ المؤتمر الاسلامی، الدورۃ الثامنۃ۔ ص ۲۷۰۔

13۔ ادول، شریف۔ کتمان السر وافشاؤہٗ فی الفقہ الاسلامی۔ عمان: دارالنفائس للنشروالتوزیع، ۱۴۱۸ھ، ۱۹۹۷م، ط، ن۔ ص ١٦۔

14۔ بیومی، عبدالفتاح حجازی۔ المسؤلیۃ الطبیۃ بین الفقہ والقضاء۔ الاسکندریۃ: دارالفکر الجامعی، ۲۰۰۸م، ط ۱۔ ص ۱۰٦۔

15۔ عسیلان، اسامۃ بن عمر۔ الحمایۃ الجنائیۃ السر المھنۃ فی الشریعۃ الاسلامیۃ والقوانین الوضعیۃ وتطبیقاتھا فی بعض الدول العربیۃ۔ الریاض: جامعۃ نایف العربیۃ للعلوم الامنیۃ، ۱۴۲۴ھ، ۲۰۰۴ م، ط ۱۔ ص ۳۸۔

16۔ الخضری، یا سر بن ابراہیم، افشاء الاسرار الطبیۃ والتجاریۃ، مقالۃ الدکتورۃ۔ الریاض: جامعۃ الامام محمد بن سعود، ۱۴۳۳ھ۔ ص ۲۹۔

17۔ مسلم، صحيح مسلم,كتاب النكاح، باب تحريم افشاء سرالمرأة ، ح ۳٦۱۵۔

18۔ مسلم، صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل انس بن مالک، ح ٦۳۷۸۔

19۔ ابو داؤد، سليمان بن الأشعث السجستاني۔ سنن ابی داؤد۔ الریاض: دارالسلام للنشر والتوزیع،۱۹۹۵م ط۱۔ ، کتاب الادب، باب فی نقل الحدیث، ح ۴۸۷۰۔

20۔ البقرہ۲: ۱۸۷

21۔ النووی، أبو زكريا يحيى بن شرف بن مري النووي۔ بيروت: دار إحياء التراث العربي،۱۳۹۲ھ،ط۲۔ ج ۱۰۔ ص ۲۵۰۔ابن حجر، احمد عبد الحیلم بن تیمیہ۔ الحرانی ابو العباس۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری۔ بیروتَ دارالمعرفہ ۱۳۷۹ح،ط۲۔ ج ۹۔ ص ۴۲۸۔ وزارۃ الاوقافاوالشئون الاسلامیۃ۔ الموسوعۃ، الفقہیہ الکوتیۃ۔ج ۵ ص ۲۹۳۔

22۔ لویس معلوف۔ المنجد فی اللغۃ والا علام، بیروت: دار المشرق، ۱۹۸۰، ط ۱۔ ص ۷۲۸۔

23۔ ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی نقل الحدیث۔ ح ع۴۸٦۹۔

24۔ احمد، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني۔مسند الإمام أحمد بن حنبل۔القاہرہ: مؤسسة قرطبة۔ ج ۳ ص ۱۲۴۔ ح ۱۲۷۸۴۔

-25 الماوردی،أبوالحسن علي بن محمد بن حبيب البصري البغدادي۔۔كتاب آداب الدنيا والدين ۔بيروت: دارالمنہاج،۱۴۳۴ھ۔۲۰۱۳م،ط۱۔ ص ٢٦٧۔

-26 ایضاً

-27 احمد كامل۔ الحماية الجنائية للاسرار المهنية، ص ٣٩۔ شريف بن اوول ادريس۔ كتمان السرّ واخفاءه ۔ بيروت: دار النفائس، ۱۴۸۱ھ ۔ ۱۹۹۷ م، ط۱، ص ١٦۔

-28 الشنقيطی، احكام الجراحة الطبية والآثار المترتبة عليها۔جده: مكتبة الصحابه،۱۲۱۵ھ۔۔۱۹۹۲م،ط۱۔ ص ٣٦٩۔

-29 الخضيری، ياسر بن ابراہيم۔ افشاء الاسرار الطبية والتجارية۔ ص ٨٢۔

-30 اسامة قايد۔ المسؤلية الجزائية، للطبيب عن افشاء سرالمهنة دراسة مقارنہ۔ القاهرة: النهضة العربية، ۱۹۸۷م، ط، ١ ۔ ص ٣٢۔

-31 شريف بن ادول ادريس۔ كتمان السرّ واخفاءه ۔ بيروت: دار النفائس، ۱۴۸۱ھ ۔ ۱۹۹۷ م، ط۱۔ ۔ ص ٥٠۔

-32 احمد بن القاسم، ابن ابی صبيعہ، عيون الانباء فی طبقات الاطباء۔ بيروت: دار مكتبة الحياة، قسم البقراط، ت۔ن ص ۴۵۔

-33 ابن هبل، مهذب الدين، ابوالحسن علی بن احمد البغدادی۔ المختارات فی الطب، معطبعة جمعية المعارف العثمانيہ۔ ۱۳۶۲ھ، ط۱۔ ج۱ص ۴۔

34 “Declaration of Geneva”: http://www.cirp/liberary/ethies/geneva- (Accessed on: 10-02-2017)

-35 الرازی، اخلاق الطبيب۔ القاہرہ، دارالتراک، ۱۳۹۷ھ۔ ۱۹۷۷م، ط۱، ص ٢٧، ٢٨۔

-36 موسوعة الاعجاز العلمی، ص ۵۸۴۔ الرازی،ابو بكر محمد بن زكريا الرازی۔ اخلاق الطبيب۔القاہرہ: دار احيا ئ التراث العربی، ھ۔۱۹۷۷م،ط۱، ۔ ص ٣٠۔

-37 موسوعة الاعجاز العلمی،۱۳۹۷ ص ۵۸۴۔ الرازی، اخلاق الطبيب المسلم ۔ ص ٣٠۔

-38 ادول، شريف بن ادريس، كتمان السر وافشاءه فی الفقہ الاسلامی ۔ ص ٣٦۔

-39 محمود، محمود مصطفی۔ مدى المسئولية الجنائية للطبيب،اذا افشى سراً من اسرار مهنتہ۔ دراسة مقارنة مجلة القانون والاقتصاد۔ كلية الحقوق، ۱۹۴۹م،ص ٦٦٠، العدد الخامس ۔

-40 ایضاً، ص۶۵۹۔

-41 الخضری، ياسر بن ابراہيم، افشاء الاسرار الطبية والتجارية، دراسة مقارنة ۔ ص ٨٠۔

-42 ابن ابی صبيعہ، عيون الانباء فی طبقات الاطباء۔بيروت: دار مكتبة الحياة،ص ۴۵۔ Avaiable at: http://www.al-mostafa.com (Accessed on: 15-02-2017)

-43 رحمة، شارف، المسئولية الادارية عن الاخطاء الطبية، بسكرة: جامعة محمد۔ص ١١۔ Available at: www.ahlalhadeeth.com/vb/attachments.php/. (Accessed on: 10-1-2017)

-44 نجيده، علی حسين۔ التزامات الطبيب فی العمل الطبيی۔ القاهرة: دارالنهضة العربية، ۱۹۹۲، ط ۔ن۔ ص ١٥٧، ١٥٨۔

45- محمد علی، جمال عبدالرحمن۔ السرالطبی۔ جامعة القاہرہ، ۲۰۰۴م، ص ۳۵۔ ۳۷، بحوالہ: افشاء الاسرار الطبیة والتجاریة، دراستہ فقھیہ مقارrنة۔۔ص ۱۰۹، ۱۱۰۔

46- نجیدة، علی حسین، التزامات الطبیب فی العمل الطبی,ص ۱۶۴۔

47- الماوردی، ادب الدنیا والدین۔ بیروت: دار اقرأ، ۱۴۰۵ھ۔ ۱۹۸۵م، ط ۴۔ ص ۳۱۵۔

48- ادول، شریف بن ادریس، کتمان السر واخفاؤہ، ص ۱۰۸۔

49- الترمذی، سنن الترمذی,کتاب الزھد، باب ما جاء فی حفظ اللسان، ح ۲۴۰۶۔

50- اسامةقاید، المسؤلیة للطبیب عن افشاء سر المھنة۔ص ۳۲۔

51- البخاری، الجامع الصحیح، کتاب اللباس، باب اخراج المتشبھین بالنساء من البیوت، ح ۵۸۸۷۔

52- مسلم، صحیح مسلم، کتاب الادب، باب تحریم افشاء سرالمرأة، ح ۳۶۱۵۔

53- البخاری، الجامع الصحیح، کتاب العقیقة، باب اماطة الاذیٰ عن الصبی فی العقیقة، ح ۵۴۷۱۔ ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الضحایا، باب فی العقیقة، ح ۲۸۳۹۔ النسائی، سنن النسائی، کتاب العقیقة، باب العقیقة عن الغلام، ح ۴۲۲۵۔

54- ابن قدامہ،أبو محمد موفق الدین عبد الله بن أحمد بن محمد ، الشهیر بابن قدامة المقدسي۔المغني في فقه الإمام أحمد بن حنبل الشیباني۔القاہرہ:مکتبة القاہرہ،۱۳۸۸ھ۔۱۹۰۶۸م،ج ۱۱ ص ۱۲۰۔۔ الماوردی،العلامة أبو الحسن الماوردی۔کتاب الحاوی الکبیر ۔ بیروت:دار الفکر۔ت ن۔ج ۱۹ ص ۱۵۰۔

55- ابن قدامہ، المغنی۔ ج ۲۲ ص ۳۔

56- البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجنائز، باب الرجل ینعی الی اہل المیت، ح ۱۲۴۵۔

57- "Post-mortem": http://health.spectator.co.uk. (Accessed on 24-2-2017)

58- عبدالکریم، الزیدان۔ اصول الدعوة۔ بیروت: مؤسسة الرسالة، ۱۴۰۸ھ، ۱۹۸۷، ط ۳۔ ص ۱۷۷۔

59- لجنة العلماء، فتاوی مجامع الفقھیہ، السرفی المھن الطبیة، مجلة البحوث الفقھیہ المعاصرہ، رجب، شعبان، رمضان ۱۴۱۴ھ۔ جنوری، فروری، مارچ ۱۹۹۴م۔ جلد ۲۰۔

60- ابوالحسن علی بن محمد۔ الاختیارات العلمیہ۔ ص ۴۴۱۔

61- ابن رشد،أبو الولید محمد بن أحمد بن رشد القرطبي ،البیان والتحصیل والشرح والتوجیه والتعلیل لمسائل المستخرجة۔بیروت۔ دار الغرب الإسلامي،۱۴۰۸ھ۔۱۹۸۸م،ط۲،ج۹ ص ۴۰۹۔ ۴۱۱۔تحقیق: د محمد حجي وآخرونالباجی۔سلیمان بن خلف بن سعد بن أیوب الباجي۔مصر: مطبعة السعادہ،۱۳۳۲ھ،ط۱۔ ج ۹ ص ۳۹۳۔ الزرقانی، شرح الزرقانی علی الموطأ۔ ج ۴ ص ۴۷۲۔ الھیثمی، تحفة المحتاج۔ ج ۴ ص ۳۲۸۔ السیوطی، الاشباہ والنظائر۔ ج ۲ ص ۴۷۸۔ ابن القیم، زاد المعاد۔ ج ۴ ص ۱۳۴۔ الزرعی، محمد بن ابی بکر ایوب، مفتاح دارالسعادة و منشور الایة العلم و الارادة۔ بیروت: دار الکتب العلمیة، ت۔ ن، ط۔ ن۔ ج ۲ ص ۳۶۶۔ البھوتی،منصور بن یونس بن صلاح الدین ابن حسن بن إدریس البھوتی۔شرح منتھی الارادات۔بیروت: عالم الکتب،۱۴۱۴ھ۔۱۹۹۳م،ط۱، ج ۵ ص ۳۱۵۔

62- الحج۲۲:۳۰

63- البخاری۔ الجامع الصحیح، کتاب الشھادت، باب ما قیل فی شھادة الزور۔ ح ۲۶۵۳۔

64- مسلم، صحیح مسلم,کتاب الایمان، باب بیان الکبائر واکبرها، ح ٢٥٥۔

65- ابن قدامہ، المغنی۔ ج ٢ ص ١٥٠۔ الماوردی، الحاوی الکبیر۔ ج ٢٠ ص ٣٩٢۔ الکاسانی، بدائع الصنائع۔ ج ٦ ص ٢٨٩۔

66- ابن بطال، ابوالحسن علی بن خلف بن عبدالملک۔ شرح الجامع الصحیح۔ الریاض: مکتبۃ الرشد، ١٤٢٣ھ ، ٢٠٠٣م، ط ٢۔ ج ٩ ص ٢٤٧۔

67- الکاسانی، بدائع الصنائع، بیروت: عالم الکتب،١٤١٤ھ۔١٩٩٣م،ط١، ج ٥ ص ٣١٥۔ ج ١٢ ص ٤٠٢۔

68- الغزالی،ابو حامد محمد بن محمد الغزالي۔ احیاءعلوم الدین۔بیروت: دارالمعرفۃ ۔ت ن۔ ج ٣ ص ٣٠٢۔

69- القرافی، أبو العباس أحمد بن إدريس الصنهاجي القرافي ۔أنوار البروق في أنواء الفروق۔بیروت: دار الکتب العلمیة،١٤١٨ھ۔١٩٩٨م،ط ن۔۔ ج ٤ ص ٢٠٨۔ الکنوی، الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل۔ حلب: مکتب المطبوعات الاسلامیہ، ط ٣، ١٤٠٧ ھ ۔ ص ٣٨٤۔

70- *الاراشی، حسن زکی*- مسؤلیۃ الاطباء والجراحین المدینۃ فی التشریع المصری والقانون المقارن۔ *القاہرۃ: دارالنشر للجامعات المصریۃ، ت۔ ن۔ ص ٤١٩، بحوالہ افشاء الاسرار الطبیہ، , ص ١٣٧۔ مصطفٰی، محمود محمود*، مدی المسؤلیۃ الجنائیۃ للطبیب اذا افشی سراً من اسرار مهنتہ۔ *ص٢٦١*۔

71- عبدالقادرعودۃ ۔ التشریع الجنائی الاسلامی۔ بیروت: دار الکتاب العربی۔ت ن۔ط١،ج ١ ص ١٥٨۔دکتور وهبہ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلّتہ، دمشق: دارالفکر۔ ت، ن۔ ج ٧ ص ٢٥٥۔

72- عودۃ، عبدالقادر، التشریع الجنائی۔ ج ١ ص ١٥٨۔

73- ادول، شریف بن ادریس، کتمان السر واخفاؤہ۔ ص ١٥٩۔

74- الشربینی،محمد الخطیب الشربینی۔ مغنی المحتاج الی معرفۃ الفاظ المنهاج۔بیروت: دار الفکر،ت ن۔ ج ٥، ص ٥٢٤۔ ابن تیمیہ، تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن تيمية الحراني ۔مجموع الفتاوی۔دار الوفا،١٤٢٦ھ۔٢٠٠٥م،ط٣، ج ٢٨، ص ٣٤٣۔ الزیلعی،فخر الدين عثمان بن علي الزيلعي۔تبيين الحقائق شرح القاہرہ: دار الکتب الاسلامی،١٣١٣ھ۔ ج ٣ ص ٢٠٨۔ عودۃ، عبدالقادر، التشریع الجنائی الاسلامی۔ ج ١ ص ١٢٦، ج ١ ص ١٢٦۔

75- الماوردی،أبو الحسن علي بن محمد بن محمد بن حبيب البصري البغدادي۔ الاحکام السلطانیۃ۔القاہرہ: دارالحدیث۔ت ن۔ ج ١ ص ٤٧٧۔الکاسانی، بدائع الصنائع۔ ج ٧ ص ٦٣۔ درویش، محمد بن درویش، اسنی المطالب۔ ج ٤ ص ١٦١۔

76- عودۃ، عبدالقادر، التشریع الجنائی الاسلامی۔ ص ١٢٨۔

77- **الحجرات٤٩: ١٢**

78- **الانعام: ١٥٣**

79- الماوردی، الاحکام السلطانیۃ۔ ج ١ ص ٣٢٣۔

80- ابن فرحون، تبصرۃ الحکام فی اصول الاقضیۃ ومناهبح الاحکام،القاہرۃ: المکتبۃ الازہریۃ، ١٤٠٦ھ، ١٩٨٦م،ج ٢ ص ١٤٢۔

81- لجنۃ العلماء، الموسوعۃ الفقهیۃ الکویتیۃ۔ ج ١٦ ص ٢٨٦۔

82۔ ابوداؤد، سنن ابی داؤد,کتاب القضاء، باب فی الحبس فی الدین، ح ٣٦٣٠۔

83۔ الرعینی، الحطاب، شمس ابوعبداللہ محمد بن محمد۔ مواھب الجیل، بیروت: دارعالم العربی، ۱۴۲۳ھ، ۲۰۰۳م۔ ج ۳ ص ۳۵۰۔ الدردیر، ابوالبرکات احمد بن محمد، الشرح الکبیر۔ ج ۱۰ ص ۳۴۷۔ ابن عابدین،محمد امین بن عمربن عبد العزیزعابدین،حاشیۃ ابن عابدین۔بیروت: دار الفکر۔۱۴۱۲ھ۔۱۹۹۲م۔ج ۳ ص ۲۵۱۔

84۔ ابن قدامہ، المغنی۔ ج ۱۰ ص ٢٦٦۔ : شيخ الإسلامزكريا الأنصاري ۔أسنى المطالب في شرح روض الطالب،بيروت: دار الكتب العلمية۔۱۴۲۲ھ۔۲۰۰۰م،ط۱۔ ج ۴ ص ۱۶۲۔

85۔ ابن القيم ،محمد بن أبي بكر أيوب الزرعي أبو عبد الله ابن القيم الجوزية،إعلام الموقعين عن رب العالمين ،بيروت: دار الجيل،۱۹۷۳م۔ ج ۲ ص ۲۲۱۔ الانصاری۔ اسنی المطالب۔ ج ۴ ص ۱۶۲۔